مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

استمداد لغیر اللہ

میت سے سفارش کرانا ممنوع ہے!

بعض محققین کا کہنا ہے کہ اگر کسی میت سے یا غائب سے سفارش کرانا جائز ہوتا تو قرآنِ کریم میں سفارش کی نفی بے معنی ہوتی۔

جیسے فرمانِ ایزدی ہے:

"مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ"

(البقرۃ ع ۳۴)

"ہمارے دیے ہوئے رزق کو خرچ کرو) اس دن کے آنے سے پہلے جس دن کوئی خرید و فروخت نہ ہوگی، نہ کسی کی دوستی کام آئے گی اور نہ کسی کی سفارش سے کام چلے گا!"

نیز فرمایا:

"لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٌ" (الانعام ع ۶)

"اللہ کے سوا ان کا کوئی دوست کام آئے گا نہ سفارش کرنے والا کام آئے گا"

ایک اور مقام پر فرمایا:

"واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون!" (البقرۃ ع ۱۵)

"اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی جان کے ہرگز کام نہیں آئے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ کسی کی سفارش کام آئے گی اور

نہ کسی سے مدد لے سکیں گے۔"

ان آیات میں اور دیگر آیات میں منفی اور مثبت سفارش میں کوئی فرق نہیں جیسے اللہ نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ " (البقرۃ ع ۳۴)

" ایسا کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کرے؟"

ایک اور مقام پر فرمایا:

" ولا یشفعون الا لمن ارتضٰی " (الانبیاء ع ۲)

" وہ (فرشتے) اللہ کے ہاں کسی کی سفارش لے کر نہیں جائیں گے، ہاں البتہ جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو اس کی سفارش کریں گے۔"

ایک جگہ یوں ارشاد ہے:

" یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن له الرحمٰن و رضی له قولا " (طٰہٰ ع ۶)

" اس روز کسی کی سفارش کام نہیں آئے گی ہاں البتہ جس کو اللہ تعالیٰ اجازت فرمائے گا اور اس کی بات کو پسند کرے گا (تو وہ سفارش کرے گا۔")

خالص عمل سب سے بڑی سفارش ہے!

تو اس میں کوئی فرق نہیں کیونکہ منفی سفارش وہ ہے جو غیر اللہ سے طلب کی جاتی ہے اور اس میں غیر اللہ کی طرف رجوع اور رغبت کی جاتی ہے اور مثبت سفارشی وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی اور سے طلب نہیں کی جاتی اور وہ بندے کا اپنے رب کے لیے اخلاص ہے۔ وہ اپنے بندے سے صرف یہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ وہ جو عمل کرے وہ خالص اللہ کی رضا کے لیے کرے۔ جیسے علماء کے کلام سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔

ابن قیم کی وضاحت:

حافظ ابن قیمؒ بیان کرتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ سے مدد طلب کرنے اور غیر اللہ سے سوال کرنے کو سفارش میں ادراک کا سبب نہیں بتایا بلکہ اس کا اصل سبب توحید ہے۔ تو یہ مشرک ایسا سبب

لایلہ ہے جو اسے اذن سے مانع ہے اور یہ اس شخص کی مانند ہے جو ایسی حاجت میں مدد طلب کرتا ہے جس کا حصول ناممکنات میں سے ہے اور ہر مشرک کی یہی حالت ہے تو ان لوگوں نے اپنے حقیقی معبود کے ساتھ شرک کیا اور دینِ اسلام میں تغیر و تبدل کیا اور اہلِ توحید سے دشمنی کا اظہار کیا اور موحدین کو بزرگوں اور اولیاء اللہ کا بے ادب و گستاخ ہونے کا الزام لگایا حالانکہ خود ان مشرکوں نے اپنے خالقِ حقیقی کے ساتھ شرک کر کے ان کی شان میں بہت بڑی گستاخی کا مظاہرہ کیا۔ یہ لوگ اللہ کے اولیاء کی خود مذمت کرتے ہیں، ان کی عیب جوئی کرتے ہیں، ان سے دشمنی کرتے ہیں اور ان بزرگوں کی توہین کرتے ہیں جو انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں، وہ اپنے خیال میں یہ تصور کرتے ہیں کہ یہ بزرگ ان کے افعالِ شرکیہ پر راضی ہیں اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہر دور میں اور ہر جگہ پر انبیاءؑ سے دشمنی کرتے رہے ہیں، ان میں اکثر انبیاءؑ کی باتوں کو ٹھکراتے رہے ہیں۔ درحقیقت شرک سے صرف اس آدمی نے نجات پائی جس نے اللہ کے لیے توحید کو خالص کیا اور مشرکوں سے اللہ کی خاطر دشمنی کی اور ان کو ناراض کر کے قربِ الٰہی حاصل کیا۔ صرف اللہ کو اپنا معبود تصور کیا اور اس سے دوستی اور محبت کا رشتہ استوار کیا۔ کسی کے ساتھ محبت کی تو اللہ کے لیے اس سے خوف کھایا، اس کے سامنے ذلیل اور عاجز ہوا اور اسی سے امیدیں وابستہ کیں۔ اللہ سے مدد طلب کی اور اعتماد اور توکل بھی اسی پر کیا۔ یہ تمام امور اس کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے کئے اور اس آدمی نے نجات پائی جو اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے، اس سے مدد طلب کرتا ہے اور اپنا ارادہ اللہ کے لیے خالص کرتا ہے۔ جب سوال کرتا ہے تو اللہ سے کرتا ہے۔ جب مدد مانگتا ہے تو اللہ سے مانگتا ہے، جب عمل کرتا ہے تو اللہ کے لیے کرتا ہے اور اس کے تمام افعال اللہ کے لیے ہوتے ہیں اور اس کی مدد سے ہوتے ہیں۔"

شیخ صنع اللہ کا بیان:

شیخ صنع اللہ حلبی حنفی نے، ان لوگوں کی تردید میں ایک کتاب لکھی ہے جو اس بات کے مدعی ہیں کہ اولیاء اللہ کو جیسے زندگی میں تصرفات اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے انتقال کرنے کے بعد بھی انہیں ایسے ہی اختیارات رہتے ہیں، یہ ان کی کرامتیں ہیں۔ اس کتاب میں شیخ صنع اللہ حلبی حنفی لکھتے ہیں کہ:

"اب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں جو یہ

دعوے کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو اپنی زندگی میں کافی تصرفات اور اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور ان کی وفات کے بعد یہ اختیارات انہیں بدستور حاصل رہتے ہیں۔ مصائب اور شدائد کے اوقات میں ان سے مدد کی درخواست کی جاتی ہے اور ان کی ہمت اور طاقت سے بڑی بڑی مشکلات اور مہمات حل ہو جاتی ہیں تو لوگ ان کی قبروں پر جاتے ہیں اور اپنی حاجت براری کی خاطر ان کو پکارتے ہیں اور یہ ان کی کرامتیں تصور کرتے ہیں۔

غوث ابدال کی نذر ماننا شرک ہے:

نیز یہ لکھتے ہیں کہ:

"ان میں ابدال، نقباء، اوتاد اور نجباء ہوتے ہیں، ان میں سے بعض کی تعداد ستر ہوتی ہے اور بعض چوالیس کی تعداد میں ہوتے ہیں۔ ان میں ایک قطب ہوتا ہے جو لوگوں کے لیے غوث (فریادرس) ہوتا ہے اور تمام امور کا اسی پر انحصار ہوتا ہے۔ اس میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ نیز ان کے لیے قربانی کرنا اور نذر ماننا جائز قرار دیا اور ان کے لیے ان دونوں امور میں اجر و ثواب ثابت کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اس کلام میں افراط و تفریط ہے بلکہ ان امور پر یقین رکھنے میں ابدی ہلاکت اور دائمی عذاب ہے کیونکہ ان امور سے شرک کی بو آتی ہے اور یہ اللہ کی نازل کردہ کتاب کے متصادم ہے اور ائمہ کے عقائد اور امتِ مسلمہ کے اجماع کے خلاف ہے اور قرآن کریم اس کی تصدیق کرتا ہے جیسے ارشادِ ربانی ہے:

"ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا" (النساء ع ۱۷)

"جو شخص واضح ہدایت سے آگاہ ہو جانے کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کوئی اور راستہ تلاش کرتا ہے تو ہم اس کا رُخ اسی طرف پھیر دیتے ہیں جس طرف اس نے رُخ کیا ہے (یعنی کفر و ضلالت کی طرف) اور (قیامت کے روز) ہم اسے جہنم میں

داخل کریں گے اور وُہ بُرا ٹھکانہ ہے۔"

اولیاء کو موت کے بعد کچھ اختیار نہیں ہوتا:

ان کا یہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد تصرف اور اختیار رہتا ہے تو اس دعویٰ کی تردید اللہ سبحانہ کا یہ فرمان کرتا ہے:

"أ الٰہ مع اللہ۔" (النحل، ع ۵)

"کیا تم اللہ کے ساتھ کوئی معبود بناتے ہو؟"

نیز یہ فرمان:

"الا لہ الخلق والامر" (الاعراف ع ۷)

"خبردار! پیدا کرنا اس (اللہ) کی صفت ہے اور اب حکم بھی اسی کا نافذ ہو گا!"

ایک مقام پر یہ ارشاد ہے:

"للہ ملک السمٰوٰت والارض!" (آل عمران ع ۱۹)

"زمین و آسمان کی بادشاہی اللہ کی ہے!"

اس کی مثل دیگر آیات جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ وُہ خلق اور تدبیر میں اکیلا اور منفرد ہے۔ تصرف اور تقدیر کا معاملہ بھی کلی طور پر اس کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کی ہر شے کا وُہ مالک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ہستی کسی شے کی مالک نہیں۔ تمام اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور سب پر اس کا غلبہ ہے۔ ہر شے اس کی ملکیت ہے اور اسے ہر شے میں تصرف کرنے کا کلی اختیار ہے۔ زندگی اور موت پر بھی اس اکیلے کا کنٹرول ہے۔ پیدائش کا معاملہ بھی اس اکیلے کے ہاتھ میں ہے اور قرآن کریم کی کئی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف بیان فرمائی ہے کہ وُہ ہر شے کا مالک ہے جیسے ارشاد فرمایا:

"هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ" (فاطر ع ۱)

"بتلاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے؟"

ایک اور مقام پر فرمایا:

"والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر" (فاطر ع ۲)

"تم جن لوگوں کو اللہ کے ماسوا پکارتے ہو وُہ تو کھجور کی ایک گٹھلی بنانے

کی طاقت نہیں رکھتے۔"
اس کے علاوہ اس مفہوم کی کافی آیات بیان فرمائیں۔
پھر ذکر کرتے ہیں کہ:
"ان تمام آیات میں اللہ کا فرمان "من دونه" عام ہے۔ اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی ولی یا شیطان کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے اور اس سے مدد حاصل کرتا ہے۔ جو شخص اپنی مدد کرنے کی ہمت نہیں رکھتا وہ غیر کی مدد کرنے پر کیسے قادر ہو سکتا ہے؟ لہٰذا ایسا کہنا بالکل غلط اور شرکِ عظیم ہے!"
آخر میں بیان کرتے ہیں کہ،
"یہ کہنا کہ بزرگوں کو مرنے کے بعد پورے اختیارات اور تصرفات ہوتے ہیں، یہ اس سے بھی بُری بات ہے اور اپنی طرف سے ایجاد کردہ ہے کہ ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ زندگی میں ان کو تصرفات اور اختیارات ہوتے ہیں! العیاذ باللہ!
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
"انك ميت وانهم ميتون" الزمر ع ۳)
"بیشک آپ نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور وہ (کافر) لوگ بھی بالآخر مر جائیں گے۔"
نیز فرمایا،
"الله يتوفى الانفس حين موتها والتى لم تمت فى منامها فيمسك التى قضى عليها الموت" (الزمر ع ۵)
"اللہ تعالیٰ جانوں کو قبض کرتا ہے ان کی موت کے وقت پھر جن کو موت نہیں آتی۔ ان کو نیند میں قبض کرتا ہے۔ پھر جس پر موت کا فیصلہ صادر کر چکا ہوتا ہے۔ اسے روکے رکھتا ہے (اسے فوت کر لیتا ہے!")
ایک مقام پر ارشاد فرمایا:
"كل نفس ذائقة الموت" (آل عمران ع ۱۹)
"ہر جاندار شے نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے!"
نیز فرمایا:

" کل نفس بما کسبت رھینۃ (المدثر ع ٢)

" ہر شخص اپنے بداعمال کے باعث گرفتار ہوگا۔"

حدیث شریف میں آیا ہے:

" اذا مات ابن ادم انقطع عنہ عملہ۔"

" جب ابن آدم فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔"

تو یہ تمام آیات اور احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مردہ بے حس ہو جاتا ہے۔ اس میں حس وحرکت کی طاقت نہیں رہ جاتی اور ان کی روحیں بند ہوجاتی ہیں ان کے اعمال کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے اب ان میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ تو یہ تمام باتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ میت کو اپنی ذات میں تصرف اور اختیار باقی نہیں رہتا۔ چہ جائیکہ دیگر لوگوں میں اس کے تصرفات کا دعوای کیا جائے۔ جب مردہ اپنے نفس کی حرکت سے عاجز ہے تو وُہ غیر میں تصرّف کرنے پر کیسے قادر ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روحیں اس کے پاس ہوتی ہیں لیکن یہ ملحد اور بے دین لوگ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی روحیں آزاد ہوتی ہیں اور ان کو تصرفات اور اختیارات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے کہ:

" قل أانتم اعلم ام اللہ" (البقرۃ ع ١٦)

آپ ان سے دریافت کیجئے کہ بتلا کہ مردوں کے حالات کو تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ کو زیادہ علم ہے؟"

بزرگوں کی کرامتیں اور اختیارات:

وُہ کہتے ہیں " ان کا یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ تصرّفات اور اختیارات ان کی کرامتیں ہیں، تو یہ ان کا سراسر مغالطہ ہے کیونکہ کرامت کا ظہور ان کی مرضی سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی توقیر وتکریم میں اضافہ کرتا ہے۔ ان کرامتوں میں ان کے ارادے کو دخل نہیں ہوتا اور نہ ان کو اس کا علم ہوتا ہے اور نہ وُہ اس کا چیلنج کرتے ہیں جیسے حضرت مریم بن عمران کا واقعہ اور اسید بن حضیر اور ابومسلم خولانی کے واقعات!"

فریادرس صرف اللہ تعالیٰ ہے! ان کا یہ کہنا کہ" شدائد اور مصائب میں ان سے

مدد مانگی جاتی ہے ...... آخر تک۔"

تو یہ پہلے سے بھی بری بات ہے اور ایک نئی ایجاد ہے کیونکہ یہ اللہ کے اس فرمان کے متضاد ہے :

" امن یجیب المضطر اذا دعاہُ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض االٰہ مع اللہ" (النحل ع ۵)

" وہ کون ہے جو لاچار اور مصیبت زدہ کی فریاد سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارتا ہے اور وہ کون ہے جو تکلیف کو دور کرتا ہے اور تم کو ایک دوسرے کے بعد جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ بھی ہے (جو یہ کام کرتا ہے؟)"

" قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر" (الانعام ع ۸)

" آپ ان سے دریافت کیجئے، بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم کو بحر و بر کے اندھیروں میں (مصائب سے) کون نجات دیتا ہے؟"

اس مفہوم کی اور متعدد آیات قرآنِ پاک میں مذکور ہیں:

پھر یہ لکھتے ہیں کہ:

" اللہ عزّ و جل نے یہ بات واضح کی ہے کہ اس کے سوا مصائب اور شدائد سے آرام دینے والا کوئی نہیں اور وہ نفع پہنچانے پر قادر ہے، اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ ان امور میں منفرد ہے اور اس کا کوئی شریک یا ساجھی نہیں جب یہ بات متحقق ہوگئی کہ ان امور کو سرانجام دینے والا اللہ عزّ و جل ہے تو فرشتے نبی اور ولی اس سے خارج ہوگئے۔"

ظاہری اسباب میں استغاثہ کا حکم:

پھر وہ ذکر کرتے ہیں کہ:

" امورِ حسیہ میں ظاہری عادی اسباب کا استغاثہ جائز ہے، جیسے جنگ کے موقعہ پر یا دشمن کے نرغے میں آنے پر یا کسی درندے کے خطرہ کے موقعہ پر مدد مانگتے ہیں اور کہتے ہیں " اے زید! اے مسلمانو!" افعالِ ظاہری کے مطابق مدد طلب کرتے ہیں جو بالفعل واقع ہوتے ہیں۔ لیکن استغاثہ بالقوۃ یا امورِ معنوی میں مصائب دور کرنے کے لیے کسی سے مدد طلب کرنا جائز نہیں

جیسے بیماری کا لاحق ہونا یا غرق ہونے سے ڈرنا اور تنگدستی اور فقر و فاقہ میں ہونا یا رزق طلب کرنا وغیرہ۔ یہ امور ایسے ہیں جو اللہ کے ساتھ مخصوص ہیں، کسی اور سے طلب کرنا جائز نہیں۔

اللہ کے بغیر کوئی حاجت روا نہیں:

پھر وُہ کہتے ہیں:

"ان کا یہ اعتقاد رکھنا کہ ان کی حاجتیں پوری کرنے میں ان کو کافی ہمت ہوتی ہے جیسے عرب کے گمراہ خیال کرتے تھے اور جاہل صوفی عقیدہ رکھتے ہیں، وُہ ان کو پکارتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں تو یہ تمام امور ناجائز اور غلط ہیں اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ کے ماسوا کوئی نبی یا ولی یا کسی کی رُوح وغیرہ ان کی تکلیف دُور کرنے اور حاجت پُوری کرنے میں اختیار رکھتا ہے تو ایسا شخص جہالت کی خطرناک وادی میں گر پڑا اور جہنم کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ گیا۔"

"ان کا اس بات سے استدلال پکڑنا کہ ان سے کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے تو حاشا و کلا۔ اولیاء کو یہ مقام حاصل نہیں۔ یہ تو بتوں کے پجاریوں کے خیالات اور معتقدات ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بتلایا ہے وُہ کہتے تھے:

"هٰؤلاء شفعاءنا عند الله" (یونس: ع ۲)

"یہ لوگ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے"۔

"ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى" (الزمر: ع ۱)

"ہم تو ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں تا کہ وُہ ہم کو اللہ کے قریب کر دیں"۔

"أ اتخذ من دونه آلهة ان يردن الرحمٰن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا ولا ينقذون" (یٰس ع ۲)

"کیا میں اللہ کے علاوہ الٰہ پکڑوں۔ اگر اللہ میرے ساتھ تکلیف کا ارادہ کرے تو اس کی شفاعت میرے کسی کام نہ آتے اور نہ وُہ مجھے بچا سکیں گے"!

مدیرِ اعلیٰ ترجمان الحدیث

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی

شیعہ کے موضوع پر ایک نئی اور معرکہ آراء عربی تصنیف

الشّیعۃ واھل البیت

چھپ گئی ھے

مصری ٹائپ بڑے سائز کے سوا تین سو صفحات
پر مشتمل

سفید اور اعلیٰ کاغذ پر خوبصورت گٹ اپ کیساتھ

اس کتاب کی قیمت ۴۵ روپے ھے!

دینی مدارس کے طلبائے کے لیے خصوصی رعایت

ناشر

ادارہ ترجمان السنۃ شِیش محل روڈ لاہور